بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبیاناً لکل شیء (نحل ۸۹)

تبیان

جلد (۲) شمارہ (۷)

شوال المکرم ۱۴۳۹ھ

جولائی ۲۰۱۸ء

جنت البقیع کے انہدام کے تاریخی عوامل

بقیع کے لفظی معنی درختوں کا باغ ہے اور تقدس کی خاطر اس کو جنت البقیع کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ میں ایک قبرستان ہے جس کی ابتدا ۱۳ شعبان ۳ھ کو عثمان بن مظعون کے دفن سے ہوئی، اس کے بعد یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیمؑ کی تدفین ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے رشتے دار صفیہ، عاتکہ اور فاطمہ بنت اسدؑ، (والدہ امیر المومنینؑ) بھی یہاں دفن ہیں۔ بقیع میں دفن ہونے والوں کو آنحضرتؐ خصوصی دعامیں یاد کرتے تھے اس طرح بقیع کا قبرستان مسلمانوں کے لئے ایک تاریخی امتیاز و تقدس کا مقام بن گیا۔

ساتویں صدی ہجری میں عمر بن جبیر نے اپنے مدینہ کے سفر

نامہ میں جنت البقیع میں مختلف قبور پر تعمیر شدہ قبوں اور گنبدوں کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت ابراہیم (فرزند آنحضرتؐ)، جناب عقیل ابن ابی طالب، جناب عبداللہ بن جعفر طیار، امہات المومنین، عباس ابن عبدالمطلب کی قبور شامل ہیں۔ قبرستان کے دوسرے حصہ میں حضرت امام حسنؑ کی مزار اور عباس ابن عبدالمطلب کی قبر کے پیچھے ایک حجرہ، "بیت الحزن" ہے جہاں جناب سیدہؑ اپنے والد پر گریہ کرتی تھیں۔ اسی قبرستان میں امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے مزارات بھی موجود ہیں۔

وہابیت کی ابتدا اور فروغ

۱۳ ویں صدی ہجری کے شروع میں حجاز کے سیاسی حالات نے پلٹا کھایا اور جنت البقیع بھی اس کی زد میں آنے سے محفوظ نہ رہ سکا، اس کی بنیادی وجہ "وہابیت" ہے۔ وہابیت کا پس منظر کیا ہے؟ اس کی ابتدا نجد میں ہوئی، اس وقت جزیرہ نمائے عرب میں دو طاقتیں تھیں ایک نجد میں اور دوسری حجاز میں، شمال میں ترکی کی سلطنت عثمانیہ قائم تھی جس میں شام، عراق، اردن اور فلسطین بھی شامل تھے۔

۱۱۱۵ھ کو نجد میں محمد بن عبدالوہاب نامی شخص پیدا ہوا، وہ مدینہ منورہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بصرہ،

بغداد، ہمدان اور قم گیا اور حصول علم کے ساتھ ساتھ درس وتدریس میں مصروف رہا۔ پہلے اس نے حنبلی نظریات کو قبول کیا پھر حنبلی بیعت سے آزاد ہو کر احادیث میں اس نے خود استنباط (یعنی تفسیر بالرائے) کا دعویٰ کیا۔ نتیجتاً اس کو مخالفانہ نظریات کے پرچار کی پاداش میں بستی سے نکال دیا گیا۔ اس وقت نجد میں محمد بن سعود نامی شخص کے زیر اثر قبیلوں کا دار و مدار ہمسایہ بستیوں میں لوٹ مار کرنا اور اپنے علاقہ کی حدود بڑھانا تھا۔ محمد بن سعود نے محمد بن عبدالوہاب کو اپنے قبیلے میں پناہ دی اور دونوں کے درمیان وہابیت کے فروغ اور پرچار کرنے کا معاہدہ ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نے عربوں کو اپنی طرف مائل کرنے وہابیت کے نام جو عقیدہ یا Doctrine دیا اس کے رو سے اسلام میں قبروں پر حاضری دینا شرک ہے۔ قبور پر سائبان چھت، قبہ، گنبد بنانا ناجائز ہی نہیں بلکہ کفر ہے اور زیارت قبور کے لئے جانا ناجائز ہے۔ معاہدہ کی رو سے محمد بن عبدالوہاب لوگوں کو وہابیت کی طرف مائل کرتا اور ان کو ابن سعود کی حمایت پر تیار کرتا اور یہ لوگ ابن سعود کی سر کردگی میں ہمسایہ علاقوں پر حملہ کرتے۔ اس طرح ابن سعود نے حجاز کے وسیع علاقہ پر قبضہ جمالیا اور محمد بن عبدالوہاب کو اپنا قاضی مقرر کیا۔ خود محمد بن سعود نے بھی وہابی نظریات کو قبول کرلیا اور اس طرح وہابیت کو حجاز میں سرکاری مذہب کا

درجہ مل گیا۔ محمد بن سعود کے انتقال پر اس کے بھائی عبدالعزیز بن سعود نے بھی وہ معاہدہ برقرار رکھا اور اس طرح لشکر کشی جاری رہی۔

انہدام جنت البقیع

عالم اسلام میں افراتفری کی وجہ سے عبدالعزیز ابن سعود کو حجاز پر پیش قدمی کا موقع مل گیا اور تمام یقین دہانیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جنوری ۱۹۳۶ء میں سلطان ابن سعود نے حجاز پر اپنی حاکمیت کا اعلان کردیا۔ وہابیت جو اب ریاستی مذہب بن گئی تھی شمشیر کے زور پر اہل حجاز پر تھوپی جارہی تھی۔ سعودی حملہ آور جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے جنت البقیع اور ہر وہ مسجد جو ان کے راستہ میں آئی منہدم کردی اور سوائے روضہ نبویؐ کے کسی قبر پر قبہ باقی نہ رہا۔ آثار ڈھائے گئے اکثر قبروں کی تعویز اور سب کی لوحیں توڑ دی گئیں۔ انہدام جنت البقیع کی خبر سے عالم اسلام میں رنج و غم کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ساری دنیا کے مسلمانوں نے احتجاجی جلسے کئے اور قرار دادیں پاس کیں جس میں سعودی جرائم کی تفصیل دی گئی۔ آنے والے سالوں میں عراق، شام اور مصر سے حج اور دیگر امور کے لئے آنے والوں پر پابندی لگا دی گئی کہ وہ وہابیت قبول کریں گے ورنہ ان کو نکال دیا جائیگا۔ ہزاروں

مسلمان وہابیوں کے مظالم سے تنگ آکر مکہ اور مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمانوں کے مسلسل احتجاج پر سعودی حکمرانوں نے مزارات کی مرمت کی یقین دہانی کی، یہ وعدہ آج تک پورا نہ ہو سکا۔

ہماری ذمہ داریاں

جنت البقیع کے حوالے سے ہمیں ایک منظّم مہم چلانی ہوگی۔ بقیع کوئی عام قبرستان نہیں ہے بلکہ یہاں بلا اختلاف فرقہ ہر مسلمان کے لئے قابل احترام شخصیتیں دفن ہیں۔

انہدام جنت البقیع کے واقعہ کے باوجود، حضرت سرور کائناتؐ کے روضہ کا وجود خود ایک معجزہ ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ جنت البقیع کا انہدام کوئی فقہی مسئلہ نہیں تھا بلکہ ایک سیاسی حکمت عملی تھی جس کی بنیاد خانوادۂ اہلبیتؑ سے دیرینہ دشمنی تھی۔

دنیا میں تمام متمدن اقوام اپنے آبا و اجداد کے آثار کی حفاظت کے انتظامات کرتے ہیں۔ آثار قدیمہ کی حفاظت حقوق انسانی کے زمرہ میں آتی ہے ہمیں آیت: "اُدع الیٰ سبیل ربک" (اپنے رب کی طرف دعوت دو) کے رہنما اصول پر عمل کرتے ہوئے جذبات سے بالاتر ہو کر جنت البقیع کی بحالی کے لئے قابلِ عمل پالیسی اختیار کرنا ہوگی جس کے چند بنیادی

خطوط یہ ہیں:

۱۔ بین الاقوامی تنظیم مثلاً یونیسکو، عرب لیگ، موتمر عالم اسلامی، تنظیم اسلامی کانفرنس (OIC) اور عالمی انسانی حقوق کمیشن کو متوجہ کیا جائے۔

۲۔ اخبارات میں آئے دن اسلام کے حوالے سے جدیدیت کشادہ دلی اور صبر و تحمل کی پالیسی اپنانے کی تلقین کی جاتی ہے اس پر عمل بھی کیا جائے۔

۳۔ ماضی کے سیاسی سماجی اور جنگی جرائم پر مواخذہ اعتراف اور معافی اب ایک بین الاقوامی "طریقہ تلافی" کے طور پر قابل قبول اصول بن گیا ہے اس اصول کا اطلاق انہدام جنت البقیع کے مرتکبین پر بھی کیا جائے۔

۴۔ ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام عقیدے کے سنجیدہ اور انصاف پسند مسلمان بھائیوں کے تعاون سے سعودی حکمرانوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ان مزارات کو خود بنا دیں یا پھر عالم اسلام کو اس کی اجازت دیدیں۔

خدا تمام مسلمانوں کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔